رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سات روپے

الفضل

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

Digtized by Khilafat Library

جلد ۵ | ۱۴۔ مئی سنہ ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۳۔ شعبان سنہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۸۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بمعہ الخیر بمبئی پہنچنے کی اطلاع بذریعہ تار موصول ہو گئی ہے جو منظر ہے۔ کہ طبیعت اچھی ہے حضور نے نماز جمعہ جماعت بمبئی کے ساتھ پڑھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا تاحال کوئی مستقل پتہ نہیں آیا فی الحال مندرجہ ذیل پتہ پر خطوط بھیجے جا سکتے ہیں۔ معرفت حکیم خلیل احمد صاحب میمن بلڈنگ پارسی تھیٹر پوسٹ نمبر ۸ بمبئی۔

جناب میر محمد اسحاق صاحب جناب مولوی فضل الدین صاحب۔ جناب مولوی غلام رسول صاحب اور جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ... ضلع لدھیانہ میں غیر احمدی علماء کے ساتھ مباحثہ کیلئے تشریف لیگئے ہیں لیکن غیر احمدی علماء کے مقررہ شرائط نہ تسلیم کرنے کی وجہ سے مباحثہ نہ ہوا۔ خدا کے فضل سے ۳۷ آدمیوں نے بیعت کی

اخبار احمدیہ

بمبئی میں تبلیغ

آجکل بمبئی میں مخالفت کا بہت زور و شور ہے۔ ہماری چیخ و پکار کی وجہ سے بڑے بڑے سیٹھ بھی انگڑائیاں لینے لگے ہیں۔ لہٰذا سلیمان جوکہ بمبئی کا مشہور سیٹھ ہے۔ اسکی پشت پناہی کیوجہ سے لوگ مخالفت پر آمادہ ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ کو یہاں بلوایا ہے مناظرہ مباحثہ اور لیکچر وغیرہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مگر میں نے سنا ہے حنفیوں کی دو پارٹیاں ہو گئی ہیں ایک تو کہتی ہے کہ ہر طرح کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ اور مباحثہ ضرور کرانا چاہیئے۔ اگر اسوقت لوگوں کو روکا نہیں گیا تو بہت جلد سارے بمبئی والے

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کیلئے دعا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے علیل ہونیکی وجہ سے چونکہ ہم حضور کے روحانی فیض اور ایمان پرور ارشادات سے محروم ہو رہے ہیں۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ نہایت خشوع و خضوع کیساتھ حضور کی کامل صحت و تندرستی کیلئے خاص طور پر دعاؤں میں مشغول رہیں۔ اسموقعہ پر میں احباب کو قبولیت دعا کے ان طریقوں کے مطابق دعا کرنیکا مشورہ دیتا ہوں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے فرمودہ ایک رسالہ کی صورت میں چھپکر شائع ہو چکے ہیں اگر کسی غیر مستطیع بھائی کے پاس یہ رسالہ نہ ہو تو وہ صرف محصولڈاک بھیجکر مجھ سے منگوالیں ایسے احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کیلئے دعا کرنیکی خاطر یہ رسالہ مفت بھیجا جائیگا

خاکسار ایڈیٹر الفضل

"قادیانی" ہو جائینگے۔ دوسری پارٹی وہ ہے (جنمیں کے اکثر ہمارے لیکچر میں شریک ہوا کئے ہیں) جو یہ کہتے ہیں کہ ان کی مخالفت نہ کرو۔ غرضکہ بمبئی میں آجکل سخت ہلچل ہے۔ (حکیم خلیل احمد از بمبئی)

ایک احمدی نوجوان کی عزت افزائی

امید ہے کہ جماعت احمدیہ میں یہ خبر نہایت خوشی اور فرحت کیساتھ سنی جائیگی کہ ہز آنر لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے ہماری جماعت کے ایک لائق اور سعید نوجوان مسٹر شمشاد علی صاحب ایم۔ ایس۔ سی کی خدمات جنگ کے عوض میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے عہدہ پر براہ راست تقرری کو منظور فرما لیا ہے چنانچہ گورنمنٹ پنجاب نے لفٹیننٹ اکسٹرا اسسٹنٹوں کے متعلق جو پریس کمیونک شائع کیا ہے۔ اسمیں پہلا نام ہمارے ہی قابل نوجوان کا درج کر کے لکھا ہے۔ "ایم شمشاد علی بی۔ ایم۔ ایس۔ سی ولد رسالدار تاج محمد خاں ساکن ضلع رہتک جو کالج چھوڑنے کے بعد فوراً ہی پنجاب یونیورسٹی بریگیڈ سگنل سیکشن میں بھرتی ہو گیا تھا۔ اور اب تک میدان جنگ میں بطور نائیک خدمات سرانجام دے رہا ہے یہ نوجوان اس جماعت سے ہے جس نے بھرتی میں بڑی شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ اور اسکے کئی رشتہ داروں نے اس سلسلہ میں بہت عمدہ خدمات کی ہیں"

ہم جناب شمشاد علی خانصاحب اور ان کے خاندان کو اس عزت افزائی پر خلوص دل سے مبارکباد دیتے اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اس سے بھی زیادہ عزت کے مقام پر پہنچائے۔ اور بخیر و عافیت میدان جنگ سے واپس لائے۔ آمین ؁

آریہ سماج گوجرانوالہ سے مباحثہ

برادر عزیز الدین صاحب احمدی نے اس مباحثہ کی روئداد لکھ بھیجی ہے جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ ۲۷ و ۲۸۔ اپریل ۱۹۱۸ء کو آریہ سماج گوجرانوالہ کا سالانہ جلسہ تھا۔ اور دونوں تاریخوں میں تین تین گھنٹے مناظرہ کے لئے مقرر تھے۔ پروگرام کی رو سے ۲۷ اپریل کے تین گھنٹے جماعت احمدیہ کیلئے تھے۔ اور ۲۸ کے عام پبلک اور جماعت احمدیہ کے لئے بھی

۲۷۔ اپریل کو پہلے ڈیڑھ گھنٹہ میں یہ بحث تھی۔ کہ کیا قرآن شریف الہامی کتاب ہے؟ اور الہام کیا چیز ہے۔ اور باقی نصف وقت میں موضوع بحث یہ تھا۔ کہ کیا وید الہامی کتاب ہیں؟

جماعت احمدیہ کیطرف سے جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم مولوی فاضل مناظر تھے۔ آپ نے اپنے ۴۵ منٹ میں قرآن شریف کے الہامی کتاب ہونے اور حقیقت الہام پر تقریر کی اور مختلف پہلوؤں سے اس پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر کے بعد مہاشہ شانتی سروپ صاحب آریہ سماج کیطرف سے پیش ہوئے۔ اور جناب شیخ صاحب نے جن پہلوؤں پر بحث کی تھی۔ ان تمام کو چھوڑ کر آپنے صرف ایک پہلو لیا یعنی آنحضرت کی پاک زندگی پر اعتراضات کرنے شروع کر دئے۔ جس کے جوابات نہایت خوش اسلوبی سے دیئے گئے۔ جب پہلا ڈیڑھ گھنٹہ گذر گیا تو آریہ سماج کیطرف سے حمایت وید یعنی وید کو الہامی ثابت کرنے کے لئے مہاشہ شانتی سروپ کی بجائے ایک سوامی صاحب کھڑے ہوئے۔ سوامی صاحب نے وید مقدس کی صداقت پر تقریر کرنے کی بجائے قرآن شریف پر اعتراض کرنا شروع کر دیئے۔ حالانکہ یہ ان کا مضمون نہ تھا بلکہ انسے پہلے مناظر کا تھا۔ ان کا مضمون تو یہ تھا کہ وید کی صداقت ثابت کریں۔

جب سوامی صاحب نے قرآن شریف پر حملے کئے تو فاضل احمدی مناظر نے سوامی صاحب کی بے اصولی بحث کیطرف پریذیڈنٹ صاحب کو توجہ دلائی۔ عام پبلک نے بھی شیخ صاحب کی تائید کی۔ اس لئے سوامی صاحب نے مجبور ہو کر اس امر پر زور دیا کہ الہامی کتاب وہ ہوتی ہے جو ابتدا آفرینش میں ہو وغیرہ وغیرہ۔ سوامی صاحب کی تقریر کے بعد ۱۵ منٹ جناب شیخ صاحب کو جواب دینے کے لئے دیئے گئے۔ آپ نے سوامی صاحب کے دلائل پر زبردست جرح کی۔ یہ بحث چلتی رہی۔ جس سے حاظرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔

درخواست دعا

برادر ماسٹر علی محمد صاحب قادیانی نے بی۔ اے کا امتحان دیا ہے ان کی کامیابی کے لئے اور برادر ماسٹر محمد علی خانصاحب جھنگ کا لڑکا احمد علی اور لڑکی حمیدہ بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

نماز جنازہ

برادر مرزا محمد افضل خانصاحب شملوی جو اب قادیان میں مقیم تھے۔ اور ماسٹر مولا بخش صاحب سائنس ماسٹر مڈل سکول سنام کا لڑکا عبدالستار اور برادر شاہ نواز صاحب مانگیور کی لڑکی فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب نماز جنازہ پڑہیں۔

ضروری اعلان

کسی مقام کی کوئی احمدی جماعت خود بخود کسی جلسہ یا مباحثہ کا انتظام نہ کرے۔ ورنہ مبلغ قادیان سے نہیں بھیجے جائینگے۔

جہاں کہیں مبلغین کی ضرورت محسوس کیجائے وہاں کے ذمہ دار لوگ پہلے قادیان اطلاع دیں اور بعد منظوری جلسہ یا مباحثہ کا انتظام کریں۔

عبدالرحیم نیّر افسر ڈاک ۸۔ مئی ۱۹۱۸ء

ضلع مونگیر میں تبلیغ احمدیت

کچھ عرصے سے ضلع مونگیر ضلع گجرات میں بیماری طاعون شروع ہے۔ جہاں مولوی محمد صدر الدین صاحب مبلغ فاضل اپنا قیمتی وقت صرف کر کے گاؤں کے آدمیوں کو مناسب وقت سمجھ کر پیغام الٰہی (تبلیغ احمدیت) پہنچاتے رہتے ہیں۔ یہ جوش احمدیوں میں پاکر ایک شخص کے دلمیں جسکی تعلیم بالکل معمولی ہے۔ اور کچھ حکمت کا کام بھی کرتا ہے۔ مخالفت نے جوش مارا۔ چنانچہ وہ انجیم امام الدین صاحب احمدی کے مکان کے قریب ایک مکان پر لوگوں کو جمع کر کے وعظ سنانے لگا۔ اور کہا کہ چونکہ آج معراج کی رات ہے۔ لہذا میں تم کو معراج کی حقیقت سناتا ہوں۔ کہ کسطرح نبی کریم کو معراج ہوا۔ قبل از وعظ ایک قوال کو بلا کر غزل پڑہائی گئی۔ بعد ازاں ایک اور شخص نے چند شعر پڑہکر جلسہ وعظ کا افتتاح کیا۔ واعظ صاحب نے محض چند شعر اردو اور فارسی پڑہکر جو کہ معراج کیساتھ کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔ لوگوں کو سنا دیتے۔ جنکی تفصیل بھی حکیم صاحب مذکور عوام کو نہ سمجھا سکے۔ غرضکہ واعظ صاحب ادہر ادہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۳ مئی ۱۹۱۸ء

مباہلہ کرنیکی ہمت کون نہیں رکھتا

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے جس زور شور کیساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق "اپنی مخفی ہمتوں اور غیبی تصرفات کو ظاہر" کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ خواجہ صاحب کے ان الفاظ کے پڑھنے سے جو انہوں نے نظام المشائخ محرم نمبر میں تحریر فرمائے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا محکمہ قضا و قدر کا انچارج ان کو بنا دیا گیا تھا۔ اور یہ ان کے اختیار میں تھا۔ کہ جس کو چاہیں زندہ رکھیں اور جس کو چاہیں مار ڈالیں۔ چنانچہ انہوں نے بڑے شد و مد کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ

"جب تم اس ارادہ سے اجمیر شریف آؤ۔ تو اپنی والدہ صاحبہ سے دودھ بخشوا کر آنا۔ اور ریلوے کمپنی سے ایک گاڑی کا بندوبست کرا لینا۔ جس میں تمہاری لاش قادیان روانہ ہو سکے۔ اور نیز اپنی اہلیہ صاحبہ سے مہر بھی معاف کرا لینا۔ اور قادیان کو والد ماجد کی تربت ذرا غور سے دیکھ کر آنا۔ کہ پھر تم کو زندگی میں وہ در و دیوار دیکھنے نصیب نہ ہونگے۔ اور ضرورت ہے کہ وصیت نامہ بھی مکمل کر دینا۔ اور جانشین کے مسئلہ کو بھی طے کر کے آنا میں اسواسطے کہتا ہوں۔ کہ مجھے اپنے برحق ہونے اور تمہارے مرنے کا پورا یقین ہے"

خواجہ صاحب نے شاید سمجھا ہوگا۔ کہ جسطرح اپنے بھولے بھالے مریدوں اور مریدنیوں کو اس قسم کے فقرات سے کہ ابھی نذر لاؤ ورنہ چودہ طبق الٹا دینگے۔ دھمکا لیا جاتا ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ پر بھی ان الفاظ سے اپنا سکہ جم جائیگا لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ کے ذریعہ قائم ہوئی ہے۔ اس قسم کی خرافات کو پرپشہ جتنی وقعت دینے کی بھی روادار نہیں ہے۔ نیز خواجہ صاحب نے جماعت احمدیہ کی حقیقت سے ناواقف ہو کر اس کمینہ اور غیر شریفانہ طریق سے اپنا رعب ڈالنے کی کوشش کی جسکا نہایت مفصل اور مدلل جواب ۱۸ - دسمبر ۱۹۱۷ء کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کیطرف سے شائع ہوا۔ جس میں خواجہ صاحب کو ان کے مضمون کی لغویت بتاتے ہوئے۔ انہیں اسلام کے مقرر کردہ طریق مباہلہ پر فیصلہ کرنے کی دعوت دیگئی۔ اور مباہلہ کے نتیجہ خیز اور انتظام وغیرہ کے متعلق تیرہ شرائط پیش کی گئیں۔ اس مضمون کے شائع ہونے پر خواجہ صاحب کو ایک طرف تو اپنے اس باطنی اعلان کے متعلق جسکا انہوں نے مباہلہ نام رکھا تھا۔ نہایت ندامت کیساتھ اعتراف کرنا پڑا۔ کہ "میں نے مباہلہ کی حیثیت سے انکو چیلنج نہیں دیا تھا۔ نہ مباہلہ کا نام اس مضمون میں تھا" اور دوسری طرف یہ لکھ دیا۔ کہ "میں نے ان کی تیرہ کی تیرہ شرطیں تسلیم کر لی ہیں۔ اور کسی شرط کے ماننے سے انکار نہیں کیا"

جناب خواجہ صاحب کے ان دونوں بیانات سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ان کے "باطنی جہاد کا اعلان" کے جواب میں جو مضمون شائع ہوا۔ اس کی وجہ سے انہیں اول تو باطنی جہاد کو مباہلہ قرار دینے کی غلطی محسوس ہو گئی۔ دوم جو شرائط ان کے سامنے ہماری طرف سے پیش کی گئیں۔ وہ ایسی معقول اور مناسب تھیں۔ کہ جن کے قبول کرنے میں انہیں ذرا بھی پس و پیش نہ ہوا۔ اور ساری کی ساری قبول کرنیکا اعلان کرتے ہوئے لکھا۔ کہ

"میری صرف ایک شرط اس کے جواب میں بڑھائی گئی ہے۔ کہ مرزا صاحب کو ایک تحریر دینی ہوگی جس پر ان کی جماعت کے کل ایڈیٹران اخبار اور بڑے بڑے سرگروہوں کے دستخط ہونگے۔ اور اسکا مضمون یہ ہوگا اگر مرزا محمود احمد صاحب قادیانی حسن نظامی دہلوی کے مباہلہ میں مقررہ میعاد کے اندر فوت ہو گئے۔ تو ہم سب تا تمام جماعت قادیانیہ یقین کر لینگے۔ کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نہ تھے۔ نہ مہدی تھے۔ اور ان کے تمام دعوے غلط تھے۔ آسمانی فیصلہ کو دیکھکر ہم خود بھی ان عقائد سے توبہ کرتے ہیں۔ اور جماعت کو بھی توبہ کی نصیحت کرتے ہیں" (پیام ۲ - جنوری ۱۹۱۸ء)

جناب خواجہ صاحب کی اس شرط کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے ۸ - جنوری کے الفضل میں بالفاظ ذیل منظوری کا اعلان کیا گیا تھا۔ کہ

"آپ کی یہ شرط معقول ہے۔ مگر آپکو یاد رہنا چاہیئے۔ کہ ہمارے ساتھ ایک ایک ہزار آدمی اور بھی ہوگا۔ اور جن لوگوں کے نام آپ نے لکھے ہیں کہ وہ ایسی تحریر دیدیں۔ وہ انشاء اللہ سب کے سب میرے ساتھ مباہلہ میں شریک ہونگے۔ چنانچہ گو اسوقت تک کافی طور پر اعلان نہیں ہوا۔ جماعت کے اکثر سر برآوردہ خواہ وہ دینی رنگ میں معزز ہوں۔ اور خواہ دنیاوی رنگ میں۔ اس مباہلہ میں شامل ہونے کی

درخواست دے چکے ہیں۔ پس اندریں صورت بجائے اس تحریر کے جو آپ نے پیش کی ہے۔ عبارت اس طرح ہونی چاہیئے۔ کہ

"ہم جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ مباہلہ مابین جماعت احمدیہ و خواجہ حسن نظامی درمقابلہ میں جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ کے متعلق ہوگا۔ اگر مباہلہ کے اثر سے وہ لوگ۔ ہلاک ہوئے جو مرزا صاحب کی صداقت کے مقر ہیں۔ تو ہم لوگ جو اس مباہلہ میں شریک نہیں ہوتے۔ یا جو شریک ہوتے ہیں۔ مگر ہماری ہلاکت موت کی صورت میں واقعہ نہ ہو۔ بلکہ کسی اور عذاب کی صورت مثلاً ذلت و رسوائی یا کوڑھ۔ مرگی۔ فالج وغیرہ کے رنگ میں ہو۔ تو ہم مطابق احکام قرآن اسبات کا یقین کرلیں گے۔ کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں حق پر تھے اور باقی لوگ اپنے عقائد سے توبہ کر لینگے"

خواجہ صاحب کو اس بات کا قطعاً یقین نہ تھا کہ ہم ان کی اس شرط کو ایسی فراخدلی اور جرات کے ساتھ قبول کر لینگے۔ لیکن جب ہم نے اسے ان کے پیش کردہ الفاظ سے بھی زیادہ وسیع الفاظ میں منظور کرلیا۔ تو وہ کچھ حیران سے رہ گئے۔ اور انہیں اقرار کرنا پڑا کہ

"جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی نے بذریعہ ایک مطبوعہ تحریر کے میری شرط قبول کرلی۔ یعنی انہوں نے اقرار کرلیا۔ کہ وہ ایک نوشتہ اس مضمون کا دیدینگے۔ کہ اگر محمود احمد صاحب حسن نظامی کے مباہلہ میں فوت ہوگئے تو ثابت ہوگا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کاذب تھے۔ اور ان کا مسیح موعود۔ اور مہدی ہونے کا دعوےٰ باطل تھا۔ اور تمام جماعت احمدیہ اس عقیدہ سے توبہ کرلیگی"۔

اب جبکہ مباہلہ کی متعلقہ گفتگو اس حد تک پہنچ چکی تھی۔ جو اوپر مذکور ہے۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کیطرف سے جو شرائط پیش کی گئیں تھیں انکو جناب خواجہ صاحب نے منظور کرلینے کا اعلان کردیا تھا۔ اور جو شرط ان کی طرف سے پیش کیگئی تھی۔ اسے حضرت خلیفۃ المسیح نے ان کی منشاء سے بھی زیادہ وسیع طور پر منظور کرلیا تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ خواجہ صاحب منظور کردہ شرائط کے مطابق مباہلہ کے میدان میں آتے لیکن اس وقت ہماری حیرانی اور تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب انہوں نے اس مضمون کے جواب میں جس میں ان کی "ایک شرط" منظور کرلی گئی تھی۔ یہ لکھدیا کہ

"حاصل مدعا یہ ہے۔ کہ ایک ہزار آدمی کے ساتھ لانے اور پانچ ہزار روپے جمع کرنے کی شرطوں کو یا تو موقوف کردیجیئے یا میری سابقہ ترمیم کے موافق رکھیئے"۔

(خطیب ۱۴۔ جنوری ۱۹۱۸ء)

نہ معلوم جب جناب خواجہ صاحب نے یہ کہدیا تھا۔ کہ "میں نے ان کی تیرہ کی تیرہ شرطیں تسلیم کرلی ہیں۔ اور کسی شرط کے ماننے سے انکار نہیں کیا" تو پھر کس منہ سے منظور کردہ شرطوں میں سے اہم شرائط کو موقوف کرانے یا ان میں ترمیم کرانے کی درخواست پیش کی۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب خواجہ صاحب نے ساری کی ساری شرائط کے منظور کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اسوقت اپنی طرف سے انہوں نے ہمارے سامنے ایک ایسی شرط بھی پیش کی تھی۔ جس کے منظور ہونے کی انہیں ہرگز امید نہ تھی۔ اور اسطرح انہوں نے اپنے بچاؤ کی صورت نکالی تھی لیکن جب ان کی شرط ہم نے منظور کرلی۔ تو انہوں نے نہایت بے باکی سے اپنے شرائط کی منظوری کے اعلان پر خاک ڈالتے ہوئے مباہلہ سے بچنے کے لئے اہم شرائط کو یا تو بالکل اڑا دینے یا بدل دینے کو لکھدیا۔ جو کہ صریح طور پر مباہلہ سے فرار ہونے کا ثبوت تھا۔ لیکن اس خیال سے کہ جسطرح بھی ہو سکے ان کو مباہلہ کیلئے آمادہ کیا جائے ۱۹۔ جنوری ۱۹۱۸ء کے الفضل میں ان شرائط کو جنہیں پہلے وہ قبول کر چکے تھے۔ ان کی درخواست پر اتنا نرم اور آسان کردیا گیا۔ کہ ان کے ماننے میں انہیں کوئی عذر نہ ہوسکتا تھا۔ اور علاوہ بریں ان کے قادیان آکر مباہلہ کرنے کیصورت میں ان شرائط کو بالکل اڑا دینے کا مندرجہ ذیل اعلان کردیا گیا کہ

"آپ قادیان آکر بلا ان شرائط کے وفد نجران کی طرح مباہلہ کرلیں۔ بلکہ وفد نجران سے زیادہ میں آپ کو سہولت دیتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر آپ چاہیں۔ تو ساٹھ آدمی بھی ساتھ نہ لائیں۔ صرف اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لاویں۔ اور آپ کا کرایہ وغیرہ بھی میں ہی دونگا۔ اور ہر قسم کے امن کی ضمانت دونگا۔ اور انشاء اللہ ہر قسم کا معقول انتظام آپ کے حسب دلخواہ کروں گا"۔

اس اعلان کے شائع ہونے کے بعد جناب خواجہ صاحب نے اپنے نکلنے کا رستہ بالکل بند پاکر ۲۱۔ فروری ۱۹۱۸ء کے پیسہ اخبار میں اپنی طرف سے بالکل نئی یہ شرط پیش کردی۔ کہ ۲۰ ہزار احمدیوں کے دستخط اور پتے مجھے دکھائے جائیں۔ اور ان پتوں کو ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جب وہ کمیٹی ان کے احمدی ہونے کی تصدیق کردیگی۔ تو میں قادیان جاؤنگا۔

جناب خواجہ صاحب کے اس آخری مضمون کا جواب ۲۳۔ فروری کے الفضل میں نہایت تفصیل کیساتھ شائع کردیا گیا۔ جس پر جناب خواجہ صاحب بالکل دم بخود ہو گئے۔ اور بالآخر اپنے نوزائیدہ رسالہ

"مرشد" کے پہلے نمبر میں لکھدیا کہ

"چند ماہ کا ذکر ہے - میری اہل قادیان سے کچھ مخاطبت ہوئی تھی - کیونکہ موجودہ خلیفہ قادیانی نے صوفیوں کے اذکار اشغال کو بھنگ - کوکین کے نشہ سے تشبیہ دیکر ان کی مخالفت میں ایک کتاب شائع کی تھی - گفتگو مباہلہ کی حد تک پہنچ گئی تھی - مگر خلیفہ صاحب نے ایسی بے سروپا شرائط لگائیں جن سے ہر شخص نے سمجھ لیا - کہ وہ مباہلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے - اور خواہ مخواہ اوقات ضائع کرتے ہیں - انکو تو سوائے ان مشاغل جنگ و جدل کے اور کچھ کام نہیں ہے - اور انہی جھگڑوں پر ان کے فرقہ کی ہستی کا دارومدار ہے - میں لگاتار تضیع اوقات نہیں کر سکتا تھا - جب قادیاں کی علانیہ گریز دیکھ لی اور سمجھ لی - تو اس گفتگو کو ختم کر دیا اب وہ مذکورہ بالا مباہلہ کی نسبت کچھ ہی لکھتے رہیں مطلق جواب نہ دیا جائیگا - کہ بے نتیجہ کام کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے - البتہ آئندہ پرچہ میں تمام گفتگو کا خلاصہ ناظرین کی آگاہی کے لئے شائع کر دیا جائیگا"

مباہلہ کی اس روئیداد کو جسے ہم نے اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے مدنظر رکھکر جناب خواجہ صاحب کے ان الفاظ کی صداقت پرکھی جا سکتی ہے - آپ نے مباہلہ نہ ہو سکنے کی ایک ہی وجہ تحریر فرمائی ہے اور وہ یہ کہ "خلیفہ صاحب نے ایسی بے سروپا شرائط لگائیں - جن سے ہر شخص نے سمجھ لیا - کہ وہ مباہلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے" پیشتر اس کے ہم ناظرین سے جناب خواجہ صاحب کے ان الفاظ کی صداقت کے متعلق رائے پوچھیں - خود انہیں سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں - کہ کیا آپ نے انہیں شرائط کے متعلق یہ ارقام نہیں فرمایا تھا - کہ "میں نے انکی تیرہ کی تیرہ شرطیں منظور کر لی ہیں - اور کسی شرط کے ماننے سے انکار نہیں کیا" اگر ارقام فرمایا تھا - تو پھر اب وہ شرطیں بے سروپا کیوں ہو گئیں اور ان سے ہر شخص نے کس طرح سمجھ لیا - کہ خلیفہ صاحب مباہلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے - جناب خواجہ صاحب آپ ہی غور فرمائیے - مباہلہ نہ کرنے کے متعلق آپ نے کیسا بودا اور کمزور عذر پیش کیا ہے - اور کیسی صریح طور پر خلاف بیانی سے کام لیا ہے - مباہلہ کی متعلقہ تحریرات کے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں - کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے جو شرائط پیش کی گئی تھیں ان ساری کی ساری کو آپ نے منظور کرنے کا اعلان کر دیا تھا - جو ان کے معقول اور ضروری ہونے کا ثبوت تھا - ان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے شرائط نہیں پیش کیں - بلکہ آپنے خود پیش کی تھیں - چنانچہ ۲۱ فروری ۱۹۱۶ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں آپنے جو مضمون شائع کرایا - اس میں بیس ہزار احمدیوں کے دستخط دکھلانے اور ایک کمیٹی وغیرہ کے پاس کرنے کی شرائط درج کی تھیں جن کا جواب دیا گیا - اور اس جواب کے بعد آپ نے اعلان کر دیا - کہ اب وہ مذکورہ بالا مباہلہ کی نسبت کچھ ہی لکھتے رہیں مطلق جواب نہ دیا جائیگا" اس سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ کس نے بے سروپا شرائط لگائیں اور کون مباہلہ کرنیکی ہمت نہیں رکھتا - کاش خواجہ صاحب اپنی بے سروپا باتوں پر خود ہی غور فرماویں - اور دیکھیں کہ سمجھدار لوگوں نے ان کے مضامین کو کس نظر سے دیکھا اور ان سے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے - آج ہی کے اخبار میں کسی دوسری جگہ ایک غیر احمدی صاحب کا مضمون جو دہلی کے ہی رہنے والے ہیں اخبار دہلی گزٹ روزانہ سے نقل کیا جاتا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا - کہ خواجہ صاحب کا یہ خیال کہ خلیفہ صاحب نے بے سروپا شرائط لگائیں جن سے ہر شخص نے سمجھ لیا - کہ وہ مباہلہ کرنیکی ہمت نہیں رکھتے" کہاں تک درست اور صحیح ہے امید ہے کہ اس مضمون کو غیر احمدی دوست توجہ اور غور سے پڑھینگے اور

"نوٹوں کے بھنانے میں وقت"

عنوان بالا سے "ہمدم لکھنو - مورخہ ۷ - مئی ۱۹۱۶ء میں ایک نوٹ "انڈین ڈیلی ٹیلی گراف" سے نقل کیا گیا ہے - جس میں بتایا گیا ہے - کہ "دفتر خزانہ میلے نوٹوں کے لینے سے انکار کرتا ہے" - اور "اکثر بنک نوٹوں کے بھنانے پر بٹہ لیتے ہیں" ہمدم اس خبر کی تصدیق کرتا ہوا لکھتا ہے - کہ "بنکوں کے نوٹوں کے روپے دینے میں ۱۰ فیصدی کا بٹہ لینا ثبوت کو پہنچ گیا ہے - اور بہت سے دوکاندار ایک روپیہ کا نوٹ ایک آنہ یا دو آنہ کا سودا خریدنے پر بھی نہیں لیتے بلکہ ریزگاری نہ ہونے کے حیلہ سے ٹال دیتے ہیں - صراف (بعض) دس روپیہ کے نوٹ پر ایک آنہ بٹہ لیتے ہیں - اور پانچ روپیہ (عشرہ) کے نوٹ پر بھی اسیقدر لینا چاہتے ہیں"

اگر یہ خبریں درست ہیں تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پبلک کو علاوہ طرح طرح کی بدگمانیوں کے کس قدر تکالیف اور نقصان پہنچ رہا ہے خصوصاً "دفتر خزانہ" کا "میلے نوٹوں" کے لینے سے انکار - پبلک کو بدگمانیوں میں مبتلا کرنے کا ایک اچھا خاصہ ذریعہ ہے - پھر "دفتر خزانہ" کے اس سلوک کی بنا پر دوکانداروں کا اپنے ہاتھ رنگنے میں مصروف ہو جانا بھی کچھ بعید از قیاس نہیں اس موقعہ پر ضروری ہے - کہ حکام اس طرف توجہ فرمائیں - اور ایسے نازک وقت میں کوئی اس قسم کی وجہ پیدا نہ ہونے دیں جس سے نوٹوں کے متعلق لوگوں کو بدگمانی پیدا ہو - نیز بنکوں اور دوکانداروں کو بھی خاص طور پر تنبیہ ہونی چاہیئے - تاکہ وہ غریب لوگوں کو جو نہایت محنت اور مشقت سے بمشکل قوت لایموت مہیا کرتے ہیں - تنگ نہ کریں - اور ان کا خون چوسنے سے باز آجائیں ✦

نامۂ صادق

تصدیق دو معزز لیڈیوں کے ساتھ جو اس قصبہ بنام ونٹ نور میں مقیم ہیں - جہاں عاجز دو ہم سرمائی گذارنے کے واسطے مقیم ہے - ایک عرصہ سے سلسلہ گفتگو جاری تھا - آخر خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ اس امر کی قائل ہو گئیں - کہ حضرت نبی کریم محمد المصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں - اور حضرت احمد قادیانی نبی اللہ ہیں - اس مضمون کی تحریری تصدیق انہوں نے مجھے دی ہے - احباب دعا کریں - کہ اللہ تعالےٰ انہیں توفیق دے - کہ اس سے آگے ترقی کرکے دین اسلام کو قبول فرماویں

نظم عاجز نے ایک دن بیٹھے بیٹھے ایک انگریزی نظم لکھی جس میں تمام انبیاء کا ماننا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب کا سردار ہونا حضرت احمد قادیانی کا افضل ہونا ظاہر کیا - وہ نظم میں نے مقامی اخبار کے ایڈیٹر کو دکھائی جو خود پوئٹ (شاعر) ہے - بہت پسند کی اور کہا میں درج اخبار کرونگا - مگر بعد میں بذریعہ خط معذرت کی کہ میرے خریدار متعصب عیسائی ہیں - ان سے ڈرتا ہوں - اور چند پرچے اس نظم کے اپنے پریس پر مفت چھاپ کر مجھے بھیجدیئے - میں نے یہ نظم رسالہ ریویو انگریزی کے ایڈیٹر صاحب کو بھیجدی ہے کہ اگر مناسب جانیں تو درج رسالہ کرلیں -

شادی ہمارے مکرم احمدی نو مسلم مسٹر ولسن جنکا نام عاجز نے غالباً ماہ جون میں ان کے مسلمان ہونے پر سعید رکھا تھا - اور ایک نوجوان لیڈی جس نے اگست میں قبول اسلام کیا تھا - اور عاجز نے اس کا نام سعیدہ رکھا تھا - ان کا آپس میں نکاح ہو گیا ہے - اللہ تعالےٰ مبارک کرے - مسٹر ولسن کی پہلے بھی اولاد ہے - جو احمدی ہے - اللھم زد فزد - یہ وہ مسٹر ولسن ہیں جنہوں نے ارادہ کیا ہے - کہ بعد جنگ اپنی اولاد کو مبلغ اسلام بنانے کے واسطے قادیان بھیج دیں - ایام جنگ میں بچوں کو اور عورتوں کو سفر جہاز کی اجازت نہیں

مومن چڑیا مسٹر سپیرو ہمارے پہلے نو مسلم اپنے ۷ - فروری کے خط میں لکھتے ہیں - میں قرآن شریف کو ہر روز صبح اور شام تھوڑا تھوڑا پڑھتا ہوں - ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرہ دل میں بیٹھتا جاتا ہے - ایسی کتاب ہے کہ اسکی کسی بات پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا سب کلمات دل کو لبھانے والے ہیں - میں ضعیف ہوں اور بیمار ہوں - زندگی کا اعتبار نہیں کاش کہ آپ لنڈن میں رہتے - اور آپکی ملاقات مجھے آسان ہوتی -

راکھی چہار شنبہ ایش ونزڈے ایک عیسائی تیوہار ہے - مجھے خیال پڑتا ہے - کہ تعطیلات عدالتہائے ہند میں شامل ہے ۱۳ - فروری کو ایش ونزڈے تھا - ۱۲ - کی شام کو کھانے میں میز پر ایک خاص قسم کی روٹی آئی جس کا نام پین کیک تھا - روٹی کیا تھی - جیسا پنجاب میں گھی کا تلا ہوا پوڑا ہوتا ہے - عموماً لوگ برسات میں پکاتے اور کھاتے ہیں - اس کے متعلق میرے دریافت کرنے پر دستر خوان پر تشریح ہوئی - کہ کل روزے شروع ہوتے ہیں - پہلا روزہ ایش ونزڈے کہلاتا ہے - اور سارے روزوں کو لنٹ کہتے ہیں - اور یہ روزے چالیس روز رہتے ہیں - اور پہلے روزے کے دن رومن کیتھالک گرجے میں ایک رسم ادا کیجاتی ہے - کہ پادری صاحب اپنے سر پر راکھ ڈالتے ہیں - غور کرنے سے خیال میں آیا کہ توریت میں لکھا ہے - کہ بزرگان یہود اللہ تعالےٰ کے حضور توبہ کے وقت ٹاٹ اوڑھتے سر پر راکھ ملتے - اور روزہ رکھتے تھے - یہ علامت عاجزی اور خاکساری کی تھی - اس کا بقیہ اب یہ رہگیا ہے - اتفاقاً دستر خوان پر ایک میم صاحبہ کلیسائے انگلینڈ کی عیسائی ایک رومن کیتھالک عیسائی - اور ایک آزاد گرجے کی عیسائی تھی - تین فرقے موجود تھے - آزاد گرجے والی نے تو کہا کہ ہمارے ہاں نہ کوئی روزہ رکھتا ہے اور نہ کوئی راکھ ملتا ہے - نہ کل کوئی گرجا ہوگا - اتنی رسم رہ گئی ہے کہ اس شام کو پوڑے پکاکر کھا لیتے ہیں - کلیسائے انگلستان والی میم صاحبہ نے فرمایا - کہ ہمارے ہاں اس بدھ کے دن ایک نماز توبہ پڑھی جاتی ہے - اور بعض بڑے مذہبی لوگ روزے رکھتے ہیں - رومن کیتھالک صاحبہ فخر سے گویا ہوئیں کہ ہمارے ہاں ابتدائی عیسائی مذہب کے مطابق راکھ ملتے اور روزہ رکھتے ہیں - دوسرے دن صبح میں رومن کیتھالک گرجے میں گیا - وہاں کے پادری صاحب سے واقفیت ہے - اچھی جگہ مجھے بٹھایا جہاں سے سب تماشہ ہو سکے - ایک چاندی کے برتن میں راکھ لائی گئی - دو پادریوں نے اس برتن کو سامنے رکھ کر بہت سی دعائیں پڑھیں - جو سب لاطینی میں تھیں - حاضرین تو سمجھ ہی نہ سکتے تھے - مگر اس تیزی سے پادری صاحب نے ان کو رٹا - کہ غالباً انہوں نے خود بھی نہ سمجھا ہوگا - کہ کیا پڑھ رہے ہیں - اس کے بعد پادری صاحبان (جو بجائے ٹاٹ کے نہایت قیمتی مخملی زریں جبے اوڑھے ہوئے تھے) کے سر پر چٹکی چٹکی راکھ کی ایک دوسرے نے رکھدی - اس کے بعد حاضرین ممبر کے قریب گئے - پادری صاحب کچھ لاطینی میں پڑھتے جاتے اور ہر ایک کی پیشانی پر راکھ کا تلک لگاتے جاتے - اسطرح راکھی چہار شنبہ کی نماز ختم ہوئی -

میں نے پادری صاحب سے دریافت کیا - کہ آپ روزہ کس وقت سے کس وقت تک رکھتے اور اسکے کیا قواعد ہیں - انہوں نے کہا - آپ پہلے بتایئے - کہ آپ کے ہاں کیا روزہ ہوتا ہے - میں نے اسلامی روزہ کی سب کیفیت بیان کی - ہنس کر فرمانے لگے - ہمارے ہاں تو روزہ صرف اسکا نام ہے کہ ان چالیس ایام میں جتنے جمعے آویں - ہر جمعہ کے دن غذا ہلکی کھائی جائے - باقی پینے کی اشیاء حسب معمول سب جائز - خوب روزہ ہے - اچھا پادری صاحب ہلکی غذا سے

کیا مراد ہے۔ فرمایا گوشت نہیں کہاتے۔ اسکے عوض مچھلی سو برہو۔ روٹی۔ انڈا۔ سبزی۔ فرنی۔ مٹھائی۔ بسکٹ وغیرہ کہالیتے ہیں۔ یہ بندش بھی صرف جمعہ کے دن ہے۔ ہر روز نہیں۔ چالیس ایام میں پانچ یا چھ جمعے آسکتے ہیں۔ سو سال بھر میں چھ دن گوشت نہ کھاؤ۔ روزہ ہوگیا۔

ضمیری معترض

یہاں کی عدالت میں پولیس نے ایک شخص پر مقدمہ چلایا۔ کہ قانون ملک کے مطابق یہ فوج میں بھرتی نہیں ہوتا۔ اس نے عذر کیا کہ میں بلحاظ اپنے مذہب کے قتل کرنا گناہ جانتا ہوں جاوے جنگ کو خلاف دین عیسوی۔ اسواسطے میدان جنگ میں کام نہیں کرسکتا۔ ہاں جنگ کے متعلق کوئی اور خدمت میرے سپرد ہو تو مجھے عذر نہیں میں اپنی ضمیر کے خلاف تلوار نہیں پکڑ سکتا۔ عدالت نے اس کا عذر قبول کیا۔

پادری صاحب سے گفتگو

ایک پادری صاحب کے ساتھ جنگ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ میں نے کہا دین اسلام کے مطابق ہماری گورنمنٹ کا شامل جنگ ہوجانا۔ کمزور کو بچانا۔ ظالم کے زور کو توڑنا۔ جائز ہے۔ مگر دین عیسوی کے مطابق آپ کیا فرماتے ہیں۔ جہاں لکھا ہے کہ تو بدی کا مقابلہ نہ کر۔ جو عبا مانگے اسے کوٹ بھی دیدے۔ فرمانے لگے مسیح جس زمانہ میں تھا۔ اس کے بعض احکام ان حالات کے ماتحت تھے۔ ہر بات میں ہم اس کا نمونہ نہیں لے سکتے۔ اور نہ ضروری سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا پھر جسکا آپ نمونہ لیتے ہیں اس کے ہی کیوں نہیں کہلاتے۔ ہنس کر ٹال دیا۔ کہ یہ مشکل بات ہے۔ بہرحال ہم عیسائی ہیں۔ کیونکہ اسکی تعلیم سے ہمکو اصول ملتے ہیں اور عیسائی ایسا مذہب ہے جو پہلے خیالات کا پابند نہیں دن بدن ترقی کرتا ہے۔ میں نے کہا پھر وہ مذہب عیسائی تو نہ ہوا۔ عیسائی مذہب تو وہ ہے جو خود مسیح نے سکھایا پادری صاحب لاجواب ہو کر کچھ اور ذکر شروع کردیا۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ از ونٹ لوزیم ۱۵ فروری

صداقت کی آواز

خواجہ حسن نظامی کا مباہلہ سے فرار

ایک عرصہ کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے رسالہ مرشد میں خلیفہ صاحب قادیانی کی خلاف بعنوان "قادیانی طریقت کا امان" گوہر افشانی کی ہے۔ ناظرین کرام سے مخفی نہ ہوگا کہ ان دونوں حضرات میں ایک عرصہ سے مباہلہ کے بارہ میں سرگرم بحث چھڑ رہی تھی۔ مباہلہ کے محرک خواجہ صاحب تھے۔ خلیفہ صاحب قادیانی نے ان حضرت کی ابتدائی تحریر کو دیکھتے ہی انکی قابلیت۔ حیثیت اور ایمانی قوت کو اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔ اسوجہ سے انہوں نے ایسی لاجواب اور مدلل شرائط پیش کی تھیں۔ جنکی موجودگی میں خواجہ صاحب اس فطرتی گت کو ظاہر نہیں کرسکتے تھے۔ جو غالباً انہوں نے پہلے سے دل میں ٹھان لی تھی۔ ابتداء میں اکثروں کی رائے میں غیر ضروری سمجھی گئی تھیں۔ لیکن اب خواجہ صاحب نے اپنی بزدلی پر جس نازیبا طریق سے پردہ ڈالا ہے ان شرائط کی وقعت خوب آشکارا ہوگئی۔

اگر خلیفہ صاحب ان حضرت کی آمادگی پر ایسی شرائط نہ لگاتے تو ان کو بلاوجہ ایک زرکثیر کا متحمل ہونا پڑتا۔ اور جگ ہنسائی کا موجب علیحدہ بنتے۔ عنوان میں صاف گالی استعمال کیگئی ہے جو شرافت اور انسانیت سے بسا بعید ہے۔ خلیفہ صاحب قادیانی ابتداء سے اب تک جس تہذیب اور شرافت سے خواجہ صاحب کو مخاطب کر رہے ہیں۔ وہ انکی اعلیٰ قابلیت اور حسن خلاق کے مظہر ہیں اس سے بڑھکر بزدلی اور کیا ہوگی کہ کسی جماعت کے پیشوا کو بجائے جواب باصواب دینے کے ایسے لفظوں سے پکارا جاوے جو اس گروہ کی دل آزاری کا موجب ہو۔

کیا یہ سچ نہیں۔ کہ قطع نظر عقائد کے اس فرقہ میں خواجہ صاحب سے کیا بلحاظ قابلیت زہد اور کیا بلحاظ دنیاوی عزت بہت سے افراد ممتاز ہیں؟ ایسی حالت میں خواجہ صاحب کا یہ رویہ کم از کم عقلمندوں کی نظروں میں قابل نفرین ہے اے کاش سوچنے والے سوچیں۔ کہ اسلام ایسے اخلاق نہیں سکھاتا۔ جواب ان لفظوں میں دیا گیا ہے۔ "گفتگو مباہلہ تک پہنچ گئی۔ مگر خلیفہ صاحب نے ایسی بے سروپا شرائط لگائیں جس سے ہر شخص نے سمجھ لیا کہ وہ مباہلہ کرنیکی ہمت نہیں رکھتے ہیں لگاتار تضیع اوقات نہیں کرسکتا۔ جب قادیان کی علانیہ گریز دیکھ لی اور سمجھ لی تو اس گفتگو کو ختم کردیا گیا۔ اب وہ مذکورہ مباہلہ کی نسبت کچھ ہی لکھتے رہیں مطلق جواب دیا جاویگا۔"
کیا خواجہ صاحب ان سوالات کا جواب دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

(۱) خواجہ صاحب شرائط تو آپ نے منظور کرلی تھیں۔ پھر بے سروپا ہونیکا گلہ کیا۔

(۲) کیا آپ کا دعوےٰ نہ تھا۔ کہ نواب آپ کے مرید ہیں۔ تو شرائط آپ کے لیئے مشکل کیوں؟

(۳) کیا آپ کو قادیان نہیں بلایا گیا؟ اور کیا اسی جواب میں آپ نے انکو دہلی آنیکی دعوت دی اگرچہ اس کا اشارہ آپ اپنے مضمون میں کرچکے تھے۔

(۴) کیا سیکنڈ کلاس کا کرایہ دینے کا وعدہ نہیں دیا گیا؟ کیا آپ ان کو سیکنڈ کلاس کا کرایہ نہ دے سکتے تھے؟

(۵) کیا بلاوجہ آپنے بیس ہزار خواندہ قادیانیوں کی لسٹ نہیں مانگی؟ اور کیا خلیفہ صاحب قادیانی نے اس لسٹ کے دینے کا وعدہ نہیں کیا؟

(۶) کیا یہ انصاف ہے کہ خلیفہ صاحب قادیانی کے بجنسہ یہی مطالبہ یعنی جناب کے بیس ہزار مریدوں کی لسٹ کا مانگنا گریز گنا جاسکتا ہے۔

(۷) کیا خلیفہ صاحب قادیانی نے تین ہزار روپیہ کی ضمانت دینے کا وعدہ نہیں دیا۔ جو بصورت

پیش کرنے متذکرہ بیس ہزار آدمیوں کی لسٹ کے خلیفہ صاحب قادیانی سے آپ وصول کر لیتے۔ کیا اس مردانہ دار آمادگی کا نام عقلمند گریز رکھینگے افسوس اگر مباہلہ میں خواجہ صاحب انتقال فرما جاتے تو وہ موت ایسی عبرت انگیز موت نہ ہوتی جیسے یہ علمی ندامت کی موت نے صوفیوں کے گروہ پر ایک نشان قائم کیا ہے۔

خواجہ صاحب ذرا خیال کریں۔ مدعی وہ خود بنے تھے۔ ایسی خلاف از عقل کرامت کے جس کے لئے وہ اور دنیا بھر کے تمام صوفی ان شاندار قبروں پر گڑگڑا گڑگڑا کر دم بھی دے دیں تو نہیں دکھا سکتے۔ نہیں دکھا سکتے۔ اور ہرگز نہیں دکھا سکتے۔ یہ دوسری ندامت ہے۔ جو خواجہ صاحب کو ایک لایعنی دعوت پیش کرنے سے اٹھانی پڑی۔

خواجہ صاحب پھر سوچیں اور خدا سے ڈر کر غور کریں۔ کہ اس کرامت اور اسی قابلیت پر وہ سات کروڑ مسلمانوں کے لیڈر بنے تھے۔ آہ بدبخت ہیں ہم اور بیکسی کی حالت میں ہے ہمارا اسلام جو ایسے نااہل اور دریدہ دہن ہمونی اس کی وکالت کا دم بھریں۔ مسلمانوں مجھ پر کفر کا فتوےٰ نہ لگانا اور لعنتیں نہ برسانا میں دل میں آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہوں۔ میں تم سے نہیں ڈرتا لیکن خدا سے ڈرتا ہوں۔ اسلام سچا اور اسلام کا خدا برحق ہیں سچ رہونگا اور ضرور ہونگا۔ اگر ایسے ناقابل آریوں سے شکست کھائیں۔ تو میں ان کی کامیابی پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔ اگر ایسے اسلام کو بدنام کرنیوالے عیسائیت سے نیچا دیکھیں تو میں عیسائیوں کی فتح کو نہیں چھپا سکتا۔ لہذا مجبور ہوں۔ بولتا ہوں اور مردانہ بولتا ہوں کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے مقابلہ میں خلیفہ صاحب قادیانی کو مباہلہ سے پیشتر ایک شاندار فتح نصیب ہوئی جس پر میں مبارکباد کی صدا بلند کرتا ہوں۔

ہاں

اگر کوئی میرے کلمہ کے شریک بھائی اس آدھ زیر

نارضگی کا اظہار کریں تو میں اس فیصلہ کو ان ہی کے پیش کردہ کسی عالم منصف پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اپنے ایمان اور دہرم کی قسم کھا کر کسی اخبار میں فریقین پر جرح کرنے کے بعد فیصلہ لکھدیں اگر وہ فیصلہ خواجہ صاحب کے حق میں ہوگا۔ تو میں بذریعہ اخبار اپنا فیصلہ واپس لونگا۔ اور ان منصف صاحب کی خدمت میں صرف ۲۵ روپیہ بطور اپنی اظہار ندامت کے پیش کرونگا۔ ورنہ میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں۔ کہ قادیانی صاحبان میرے اس ناچیز فیصلہ کو (اگر وہ کچھ وقعت دیتے ہوں) تو شائع فرمائیں۔ خصوصاً حیدر آباد دکن میں میری آواز ضرور پہنچا دیجاوے جہاں مولوی عبد الغفور صاحب عابدی نے اس مباہلہ کی نسبت فیصلہ چھاپ کر شائع کیا ہے۔

خاکسار

محمد شریف حنفی پہاڑی بہوجلہ متصل مسجد گڑھ کپتان والی دہلی

پیر کی نذر میں ڈھیلے

میں نے احادیث و تواریخ کی بہت سی معتبر و مستند کتب کی ورق گردانی کی مگر مجھے معلوم نہ ہوا۔ کہ حضرت خاتم النبیین یا ان کے صحابہ کرام میں سے کسی نے پیشاب کے بعد ڈھیلے سے اس طریق پر استنجا کیا ہو جیسا کہ آجکل ہمارے حنفی بھائیوں میں بالخصوص رائج ہے۔ اور جس کیلئے ایک فقیہ نے مبسوط مستحبات لکھے ہیں۔ از انجملہ یہ کہ ڈھیلے سے استنجا کرنیوالا ٹہلے (غالباً علے رؤس الاشہاد جیسا کہ دیکھا جاتا ہے) اور پھر سیڑھی پر تین بار چڑھے۔ اور اتر ے بایں طور کہ پہلی بار تمام سیڑھی اور دوسری بار نصف اور تیسری بار ثلث۔ بایں ہمہ علماء کرام مشائخ عظام صوفیت سے اس غلط رسم کی قباحت تسلسل بول کے مرض میں گرفتار ہیں اور اسکا یہانتک اہتمام ہے۔ کہ رسالہ صوفی میں ایک پیر صاحب کا ذکر لکھا ہے۔ انہوں نے مریدوں کو فرمایا۔ کہ نذر کیلئے۔ اور کچھ نہ ملے۔ تو طہارت بول کیلئے ڈھیلے ہی لے آیا کرو۔ چنانچہ راوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے لوگوں کو ڈھیلے لاتے دیکھا ہے۔ جس علاقو

مکالمہ شیعہ و احمدی

ذیل میں مکرمی منشی خادم حسین صاحب خادم کا وہ محققانہ مضمون بطرز مکالمہ شیعہ و احمدی درج کیا جاتا ہے۔ جس میں انہوں نے نہایت متانت اور خوبی کے ساتھ مسئلہ ختم نبوت اور قادیان کو خانہ کعبہ کے برابر سمجھنے کے جھوٹے اعتراض پر روشنی ڈالی ہے۔ اسی عنوان سے منشی صاحب موصوف کا ایک مسلسل مضمون رسالہ تشحیذ الاذہان میں چھپ رہا ہے۔ جس کے اس وقت تک نو نمبر نکل چکے ہیں لیکن اس میں تاحال انہیں مباحث پر محققانہ روشنی ڈالی جا رہی ہے۔ جنکا تعلق شیعہ و سنی افراد کے عقائد سے ہے۔ اور چونکہ اس کام کو تکمیل تک پہنچانیکے لئے اسمیں کچھ عرصہ درکار ہے۔ اسلئے جناب منشی صاحب موصوف الفضل میں ایک اور پہلو سے مکالمہ لکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ بحیثیت احمدی ہونیکے اس سلسلہ مضمون میں جو تشحیذ میں درج ہو رہا ہے۔ سوال و جواب کا درج کرنا ابھی دور ہے۔ چونکہ ارادہ یہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ شیعوں کے تمام مشہور اعتراضات کے جوابات سے فارغ ہو کر پھر اپنے سلسلہ کے متعلق جوابات شائع ہوں۔ مگر اس منزل تک پہنچنے کے لئے ابھی غالباً کچھ عرصہ درکار ہے۔ اسلئے مناسب خیال کیا گیا ہے۔ کہ خاص احمدی عقائد پر جو شیعہ اعتراض کرتے ہیں۔ یا آئندہ کریں۔ ان کا جواب بذریعہ الفضل اس عنوان کے ماتحت دیا جایا کرے۔ تاکہ ہمارے احمدی بھائیوں کو دونوں پہلوؤں سے شیعوں کو جواب دینے میں امداد ملے۔ ہم جناب منشی صاحب موصوف کے مضمون کا یہ پہلا نمبر شکر گذاری کے ساتھ درج کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں اس علمی جہاد کا بہت بہت اجر عطا فرمائے۔

اور اس ارادہ کی تکمیل کی توفیق بخشے۔
امید ہے شیعہ صاحبان ان مضامین کو غور و فکر سے پڑھینگے۔ اور اگر کوئی صاحب جواب دینے کیلئے قلم اٹھائینگے۔ تو متانت اور تہذیب کا ایساہی خیال رکھینگے۔ جیسا کہ منشی صاحب موصوف نے رکھا ہے۔ (ایڈیٹر)

(۱)

مسئلہ ختم نبوت

شیعہ۔ رسول صلعم کو خاتم النبیین مان کر پھر کس طرح کوئی شخص مدعی نبوت ہو سکتا ہے؟

احمدی۔ تفسیر صافی میں بحوالہ کتاب مناقب ایک حدیث مروی ہے جس میں رسول صلعم فرماتے ہیں۔ کہ میں خاتم انبیاء ہوں اور اے علیؑ تو خاتم اولیاء ہے۔

اگر خاتم انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو شیعوں کو اقرار کرنا چاہیئے کہ جناب علی علیہ السلام کے بعد کوئی ولی بھی نہیں۔ لیکن اگر جناب علی علیہ السلام کو خاتم الاولیاء مان کر حسب عقیدہ شیعہ اثنا عشریہ بلا کم و کاست گیارہ اور اولیاء کے ماننے سے بھی جناب علی علیہ السلام کی مہر ولایت نہیں ٹوٹتی۔ تو ہم احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق ایک خاصہ خدا کو نبی امتی ماننے سے مہر نبوت کس طرح ٹوٹ سکتی ہے؟ کیا مہر ولایت سے مہر نبوت کمزور ہے؟

شیعہ۔ اگر بعد رسول صلعم کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا۔ تو حدیث منزلت میں آپ جناب علی علیہ السلام کو کیوں ارشاد فرماتے کہ لا نبی بعدی (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔

احمدی۔ یہ حدیث اکثر غیر احمدی بھی ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مگر بار بار ہمارے معارضہ میں اسکو پیش کرنا۔ انکی جہالت پر ہی دلالت کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کو خود اس حدیث پر غور کرنا چاہیئے۔ اول تو یہ کہ جس طرح موسےٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر تشریف لیجانے سے لیکر انکی واپسی تک حضرت ہارون کو خلیفہ بنایا گیا تھا۔ اسی طرح جناب رسول صلعم نے بھی حضرت علی علیہ السلام کو غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ کہ انت منی بمنزلة هٰرون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ یعنی رسول صلعم کی زندگی میں جناب علی علیہ السلام کی یہ خلافت عارضی اور تا واپسی سفر تبوک تھی۔ اس لئے بعدی سے مراد بعد موتی نہیں ہو سکتی۔ تو مطلب حدیث کا یہ ہوا۔ کہ اے علیؑ اگرچہ تم میرے لئے ایسے ہو۔ جیسے موسےٰ کے لئے ہارون لیکن وہ نبی بھی تھے۔ اور تم نبی نہیں ہو۔ مماثلت تو اسی طرح پوری ثابت ہوتی ہے مگر اس سے بعد رسول صلعم تا قیامت امکان نبوت کی ممانعت کا استدلال کہاں نکل سکتا ہے۔

علاوہ ازیں لفظ بعد کے معانی پر غور نہیں کی گئی۔ یاد رہے کہ لغت عرب میں بعد کے معنی مع کے بھی آتے ہیں۔ چنانچہ تاج العروس میں لفظ بعد کے معانی میں لکھا ہے۔ وتاتی بمعنی مع بقولہ تعالیٰ عتل بعد ذلک زنیم۔ انتہی جزو ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۔ تو لا نبی بعدی کے معنی لا نبی معی درست ہونگے۔ یہ مماثلت بھی من کل الوجوہ ثابت و مکمل ہو جاتی ہے۔ یعنی حضرت موسےٰ کا ساتھی ہارونؑ تو نبی تھا۔ مگر تم اے علی میرے ساتھی تو ہو۔ جیسے موسیٰ کے ہارون تھے۔ مگر نبی نہیں ہو۔

اور لطف یہ ہے کہ شیعوں کی معتبر کتابوں میں بھی یہ حدیث دو مختلف راویوں سے دو طرح پر مروی ہے۔ اور دونوں طرح سے ہمارے دعوے کی تائید و تصدیق ہوتی ہے

حدیث اول میں بحوالہ کتاب امالی شیخ مفید آنحضرت صلعم جناب علی علیہ السلام کو فرماتے ہیں۔ انت منی بمنزلة هٰرون من موسیٰ الا انہ لیس معی نبی۔ اور حدیث دوم میں بحوالہ کتاب مناقب الفقیہ ابن المغازلی ارشاد نبوی ہے۔ الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هٰرون من موسیٰ الا انک لست بنی دیکھو بحار الانوار جلد ۹ مطبوعہ ایران باب اخبار المنزلة والاستدلال بها علی امامته۔

(۲)

قادیان کو احمدی کیا سمجھتے ہیں

شیعہ۔ احمدی قادیان کو خانہ کعبہ کے برابر سمجھتے ہیں۔

احمدی۔ حاشا و کلا۔ اگر احمدی ایسا جانتے۔ تو حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے مسیحیت و مہدویت کے بعد کوئی احمدی خانہ کعبہ کے حج کو نہ جاتا۔ حالانکہ اسوقت سے لیکر اب تک کئی احمدی بفضلہ تعالیٰ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہو چکے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کیطرف سے مولوی حاجی حافظ احمد اللہ صاحب کو مکہ معظمہ بھیجا گیا۔ کہ انکی طرف سے فریضہ حج کو ادا کریں اور خدا کے فضل سے ہمارے موجودہ امام حضرت محمود سلمہ اللہ الودود آپ حج کر آئے ہوئے ہیں۔ اسواسطے معترضین کا ایسا گمان کرنا ہم لوگوں پر محض لاعلمی کیوجہ سے ہے۔ خدا انکو بصیرت بخشے۔

مقام افسوس ہے کہ شیعہ صاحبان کو اپنے عقائد کی خبر نہیں۔ ورنہ وہ ایسے پوچ اعتراضات ہم پر کرنے کی جرات ہرگز نہ کریں۔ ذیل میں دو تین احادیث ان کی کتب معتبرہ سے عرض کر دیتا ہوں۔ اگر کسی کے دل میں انصاف کا مادہ ہے تو وہ خود دیکھ لے گا۔ کہ کچھ قسم عقائد ان کے اپنے ہاں موجود ہیں یا نہ۔

(۱) وعن الباقرؑ تمام الحج لقاء الامام وعن الصادق اذا حج احدکم فلیختم حجہ بزیارتنا لان ذلک من تمام الحج اقول وفی هذه

الزمان زیارة قبورھم تنوب مقام زیارتھم ولقائھم کما یستفاد من اخبار آخر ولامنافاۃ بین ھذہ الاخبار لان ذلک حکیم من تمام الحج - دیکھو تفسیر صافی زیر آیۃ واتموا الحج والعمرۃ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج کی تکمیل کے لئے امام وقت کی ملاقات یا ان کی قبور کی زیارت ضروری ہے - ورنہ حج ناتمام رہیگا - اب آگے سنیئے

(۲) عن احمد بن محمد بن ابی نصیر البزنطی قال قرأت کتاب ابی الحسن الرضا علیہ السلام ابلغ شیعتی ان زیارتی تعدل عند اللہ عزوجل الف حجۃ قال قلت لابی جعفر علیہ السلام الف حجۃ قال ای واللہ والف الف حجۃ لمن زارہ عارفاً بحقہ - کتاب جامع الاخبار صدوق فصل ۱۴ - فی زیارۃ علی بن موسیٰ بن جعفر علیہم السلام - راوی کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام (جن کا مزار مشہد مقدس میں ہے) کی کتاب میں لکھا دیکھا کہ میرے شیعوں کو یہ حکم پہنچادو کہ میری زیارت ہزار حج کے برابر ہے - راوی کہتا ہے - کہ میں نے یہی بات ان کے صاحبزادے امام محمد تقی علیہ السلام سے کہی یعنے یہ کہ ہزار حج کے برابر ثواب ملیگا - تو آنحضرت نے فرمایا - ہاں خدا کی قسم بلکہ لاکھ حج کے برابر۔

اس سے ثابت ہوسکتا ہے - کہ مشہد مقدس کو خانہ کعبہ کے برابر حرمت دیگئی ہے - یا نہ؟ آگے چلیئے -

(۳) عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال من زار قبر ابی عبداللہ علیہ السلام بشط الفرات کان کمن زار اللہ فی عرشہ - جامع الاخبار فصل ۱۱ - فی زیارۃ الحسین علیہ السلام -

یعنے جس نے امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی - وہ ایسا ہے - گویا اس نے خدا کی زیارت عرش الہی پر بیٹھے ہوئے کر لی -

(۴) حیات القلوب باقر مجلسی میں ایک روایت ہے - کہ زمین کربلا نے کعبہ کی زمین پر فخر کیا - اور اس کا فخر حق بجانب تھا -

مخفی نہ رہے - کہ شیعوں میں عموماً حاجی کم ہوتے ہیں - اور زوار زیادہ - اور ایسا کیوں نہ ہو - جب کہ اماموں کی قبروں کی زیارات سے انکو ہزاروں لاکھوں حج کا ثواب ملجاوے خصوصاً کربلا ئے معلیٰ کی زیارت جس سے مشرف ہوکر تو وہ گویا خدا کو بھی عرش معلے پر دیکھ آتے ہیں - پھر خانہ کعبہ جانے اور حج کرنے کی تکلیف سفر و برداشت مصارف کی کیا ضرورت ہے -

(خادم حسین)

چودہویں صدی کے ایک پیر کی عنایت

میں مذکورہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون لکھنے کے خیال میں محو ہوں - لیکن مثل مشہور ہے - کہ جگ بیتی کی نسبت آپ بیتی کا سنانا نہایت موزوں ہوا کرتا ہے - لہذا توجہ سے سنئے -

میں ۱۹۱۶ء کے آخری مہینوں میں سیر و سیاحت کیلئے بٹالہ سے روانہ ہوکر تین مہینہ تک مختلف بلاد اور امصار کی سیر سے محظوظ ہوا - چونکہ کل سفر کے حالات کو مذہب سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے - اس لئے میں فی الحال انکو قلمبند کرنے سے معذور ہوں - لیکن میں ایک مشہور پیر . . . . کا تذکرہ اس مضمون میں کرونگا - جن کا کہ میں دوران سفر میں مرید ہوا - ایک صاحب مقبول احمد جو پیر صاحب مذکور کے مرید ہیں اتفاق سے مجھ کو ملیر کوٹلہ کی ایک مسجد میں ملے - جو نماز ادا کرنے کے بعد چند منٹ تک گردن نیچے کرکے بیٹھے رہے - چونکہ اس سے پیشتر میں نے یہ کام کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا تھا - میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے نماز کے بعد یہ کیا کیا ہے - انہوں نے کہا کہ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں - تو . . . . کے پاس جاکر ان کے مرید ہوجائیں - اگرچہ میں پیر پرستی سے سخت متنفر تھا - لیکن اسوقت میں نے مقبول احمد کے کہنے پر عمل کیا - اور شاہ جی کا مرید ہوکر اپنے وطن میں واپس پہنچا - اور ان کے ارشاد کے مطابق خوب وظیفے وغیرہ رٹے - ۱۹۱۲ء میں میں نے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں وعظ فرماتے ہوئے دیکھا صبح اٹھتے ہی میرے دل سے تمام مخالفت دور ہوئی - کہ جو مجھکو احمدیت سے تھی - لیکن میں نے ابھی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی - اسی کشمکش میں تھا - کہ اس سے قریباً ایک ہفتہ بعد پیر جی کو عالم رویا میں یہ تلقین فرماتے ہوئے دیکھا "تمہارا دل اب بند ہے - تمنے یہ کیا طریقہ اختیار کیا ہے - وغیرہ وغیرہ" میں ابھی احمدی تو ہوا ہی نہیں تھا - اس لئے میں بدستور پیر جی کا مرید رہا - گو اب میں حضرت مسیح موعودؑ کا مخالف تو نہ رہا - مگر ان کے کسی دعوے پر ایمان بھی نہیں تھا - عام لوگوں کی طرح نیک آدمی سمجھتا تھا - کسی شخص نے پیر جی سے کہدیا - کہ یہ احمدیوں سے اکثر ملتا رہتا ہے - پھر کیا تھا - پھر تو انہوں نے طیش میں آکر مجھ سے خوب مجاہدے - ریاضتیں اور مراقبے وغیرہ کرلئے اور اتنے لمبے لمبے وظیفے رٹلئے کہ خدا کی پناہ - اور کسی قسم کی دینی سے ردی خدمت کرانے سے دریغ نہ کیا - اینٹیں ڈھوائیں مٹی اور گارے کی ٹوکریوں سے میری آؤ بھگت کی - درخت سے لکڑیٹ کٹوائی - یہانتک کہ بغیر کسی مزدوری ادا کرنے کے مجھ سے وہ وہ کام کرائے - کہ کوئی شریف آدمی کسی کو کبھی ایسا کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا - اور پھر یہیں تک بس نہیں کی بلکہ جو میرے پاس تھوڑا بہت سرمایہ تھا - اس پر بھی ہاتھ صاف کیا - جب اچھی طرح میرا ستیاناس کرچکے - اور مفلس بناچکے تو مجھکو یکم جون ۱۹۱۷ء کو شام کی نماز کے بعد اپنے دست مبارک سے گلاس میں کچھ عنایت کرکے فرمایا کہ پی لو - جب میں نوش کرچکا - تو مجھ کو اس سے تکلیف محسوس ہونے لگی - میں کپڑے وغیرہ سب ان کے گاؤں میں چھوڑ کر بٹالہ پہنچا - اور ایک حکیم صاحب سے ادویات استعمال کیں - چھ ماہ برابر علاج

کیا۔ لیکن پورا فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ اب تک میری صحت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ درحقیقت مجھکو جسقدر سزا ملی صرف اس لئے ملی۔ کہ میں احمدیوں کا رشتہ دار ہوں اور احمدیوں سے اکثر ملتا تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو نیک جانتا تھا۔ اور پیر جی کے مرید ہونے کی حالت میں میں نے ایک احمدی صاحب سے مباہلہ بھی کیا تھا جبھی تو یہ عذاب بھگتنا پڑا۔ میں اب خدا کے فضل و کرم سے ۱۵۔ نومبر ۱۹۱۷ء کو اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دست پاک پر بیعت کر چکا ہوں۔ اور بفضل خدا مسیح موعودؑ کے تمام دعووں پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اگرچہ پیر جی کی مریدی میں جو سخت ریاضتیں کی تھیں۔ ابھی تک انکی عنایت سے میں تندرست نہیں ہوا لیکن مجھکو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر اب پورا بھروسہ ہے۔ وہ ضرور میری مدد کریگا۔ اور میں ناظرین الفضل اور تمام احمدی بھائیوں اور حضرت مستجاب الدعوات خلیفۃ المسیح ثانی مدظلہ سے بہت دعاؤں کا خواہاں ہوں۔ اور الفضل کے علاوہ دیگر اخبار والوں سے بھی امید ہے کہ اس مضمون کو اپنے اخبار میں ضرور جگہ دیں۔ تاکہ بھولے بھالے جنٹلمین ان پیروں کے ہتھکنڈوں میں نہ آئیں اور حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لاکر دین و دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ آمین۔ نیازمند عبداللطیف مشتاق احمدی مہتمم سنیاسی شفاخانہ بٹالہ ضلع گورداسپور ۱۲۔ فروری ۱۹۱۸ء

احمدی انجمنیں اور افراد توجہ کریں

احمدی انجمنوں کے سکرٹری صاحبان اور دوسرے افراد سلسلہ کی روز افزوں ضرورتوں کو مدنظر رکھکر اس امر کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ معلوم چندوں کے وقت پر نہ پہنچنے کی وجہ سے بعض اوقات سلسلہ کے کاموں میں سخت دقتیں پیش آجاتی ہیں اسلئے ہر ایک جماعت اور ہر فرد اپنے ذمگی چندوں کو ٹھیک وقت پر ادا کرتے رہیں اور اسوقت انجمنوں میں جسقدر رقوم چندہ کی جمع ہوں فوراً بھیجدی جاویں جہاں غلط دیا جاتا ہو۔ وہ حتیاط کیساتھ ۲ نارمن کے حساب سے غلہ جمع کر دیں۔ (سکرٹری صدر انجمن احمدیہ)

الفضل کی توسیع اشاعت کا سوال

الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں یہ تحریک ہوچکی ہے کہ موجودہ گرانی کاغذ و سامان طباعت نے ہمیں مجبور کر دیا ہے۔ کہ یا آئندہ الفضل ۸ صفحے کر دیا جائے۔ یا اس کے چندہ میں اضافہ کیا جائے۔ یا کم از کم پانسو خریدار اس کے زیادہ ہو جائیں۔

میرے خیال میں آخری صورت بہت مفید ہے کیونکہ صفحات کم کرنے سے بہت سے ضروری مضامین رہجائینگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا درس قرآن کریم بھی نہیں چھپ سکیگا۔ اور یوں بھی چھوٹے سے پرچے سے ناظرین کرام کو بےلطفی ہو گی۔ قیمت میں اضافہ بھی غربا کیلئے دوبھر ہے۔ گو وہ جب دیگر ضروریات زندگی طوعاً و کرہاً پہلے سے دگنی گران خریدتے ہیں۔ تو اپنی اس روحانی ضرورت کیلئے بھی اگر ایک آدھ روپیہ زیادہ دینگے۔ تو کچھ بڑی بات نہیں۔ ہاں آخری صورت آسان ہے۔ زبان ہلانے کی دیر ہے۔ پھر الفضل اپنی سفارش خود کرے گا۔ اسوقت الفضل کی اشاعت ایسی حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ چھپوائی مطبع کے ریٹ کے لحاظ سے صرف دس مزید پرچوں کے لئے ہمیں اتنا خرچ کرنا پڑتا ہے جتنا کم از کم اڑہائی سو کے لئے ہو سکتا ہے۔ گویا یوں سمجھئے۔ کہ اگر دس خریداروں سے ہمیں ساٹھ روپے سالانہ ملتے ہیں تو ڈیڑھ سو روپیہ پلے سے صرف چھپوائی میں دینا پڑتا ہے۔ اس بات کو وہ لوگ خوب سمجھ سکتے ہیں جو مطبع میں کام کرتے ہیں یا انہیں آئے دن کام کروانا پڑتا ہے۔ کل ایک دوست سے میں یہ حقیقت حال عرض کر کے کہہ رہا تھا۔ کہ موجودہ صورت حال تو ایسی ہے کہ اگر الفضل کے چالیس پچاس خریدار خریداری چھوڑ دیں۔ تو ہمیں اتنا نقصان نہ ہو۔ جتنا صرف دس بارہ خریدار زائد ہونے سے ہو رہا ہے۔ پس ضرور ہے کہ ناظرین کرام ہمت کر کے اسی مہینے کے اندر اڑہائی سو خریدار اور پیدا کریں۔ اور اڑہائی سو اگلے مہینے سہی

اس کے بعد امید کرتا ہوں۔ کہ خرچ کے زائد از آمد ہونے کی شکایت ایک حد تک رفع ہو جائیگی۔ (سوائے کاغذ کے خرچ کے) کوئی اٹھارہ سو روپیہ کے قریب مالکان الفضل ابتدا میں خرچ کر چکے ہیں اب تو ان سے کہتے بھی شرم آتی ہے۔ اور اپنی ذمہ واری پر اخبار کو چلایا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے انفاس قدسیہ کی طفیل ہے۔ کہ منیجر و ایڈیٹر دونوں شاخوں کی تنخواہ پر نصف سے بھی کم رقم خرچ ہوتی ہے۔ بمقابلہ دیگر ہفتہ میں ایک بار نکلنے والے اخباروں کے۔ ورنہ الفضل موجودہ اشاعت کیساتھ دو مہینے بھی اپنا خرچ برداشت نہ کر سکے

نیازمند۔ منیجر الفضل قادیان

منیجر صاحب کی مذکورہ بالا تقریر میں یہ الفاظ نہایت عجیب اور حیرت انگیز نظر آئینگے۔ کہ "موجودہ صورت حال تو ایسی ہے کہ اگر الفضل کے چالیس پچاس خریدار خریداری چھوڑ دیں۔ تو ہمیں اتنا نقصان نہ ہو۔ جتنا صرف دس بارہ خریداروں کے زائد ہونے سے ہو رہا ہے"۔ ممکن ہے بعض احباب اس کا مطلب صحیح طور پر نہ سمجھ سکیں۔ اس لئے توضیح کر دیجاتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ جس قدر تعداد میں اخبار پہلے چھپتا تھا۔ اس میں کچھ خریداروں کے بڑہنے کی وجہ سے زیادتی کی گئی ہے لیکن اس زیادتی کے اخراجات بمقابلہ خریداروں کی آمدنی کے بہت زیادہ دینے پڑتے ہیں۔ کیونکہ پریس میں سے مقررہ تعداد سے چند پرچے بھی زائد چھپوانے پر ہمیں کم از کم اڑہائی سو پرچوں کی چھپوائی دینی پڑتی ہے۔ اس لئے احباب کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ اس نقصان سے بچانے کیلئے وہ فوراً اخبار کی اشاعت کو اس حد تک پہنچانیکی کوشش کریں جہاں اس قسم کا نقصان نہ برداشت کرنا پڑے۔ امید ہے کہ احباب فوراً توجہ فرما دیں گے۔ اور خدا نخواستہ منیجر صاحب کے الفاظ کا اس رنگ میں جواب نہ دینگے۔ کہ چونکہ انہیں کچھ خریداروں کے زیادہ ہونے سے نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس لئے ہم خریداری سے دست بردار ہو کر اس نقصان سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس رنگ میں جواب دینے والے اصحاب سخت

[illegible]

ہنگامۂ یورپ

برطانوی لائن آگے بڑھی

لنڈن ۸ مئی ایک برطانوی کمیونک مظہر ہے۔ کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ہم نے سومی اور آنکرے کے مابین تین مقامات پر اپنی لائن تھوڑے فاصلہ تک بڑھائی اور قیدی گرفتار کئے۔ کوبوں اور رابک کے مابین اور سینٹ جولین کے جوار میں غنیم کا توپ خانہ رات کو سرگرم کار تھا۔ میترن کیمس کے حلقہ میں بھی غنیم کے توپ خانہ نے ۸ کی صبح کو معتد بہ سرگرمی کا اظہار کیا۔

جرمنوں کا تازہ حملہ شروع ہو گیا

لنڈن ۸ مئی رائیٹر کا قائم مقام برطانوی صدر مقام سے بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے۔ کہ فلینڈرس میں ایک شدید گولہ باری کے بعد جرمن پیدلوں نے ڈکی بوش کی جھیل کے جنوب میں حملہ شروع کیا یہ کوئی بڑی طاقت سے حملہ نہ تھا۔ صرف ایک ڈویژن سے کام لیا گیا۔ دشمن جھیل اور چوٹی کے درمیان ہماری لائن میں گھس آیا۔ دشمن کی بہت سی جماعتیں جنگل کے کناروں میں گھس آئیں۔ لیکن اس جنگل کے اہم مواقع پر ہم قابض ہیں۔ اور اس صورت میں یقیناً دشمن کو شدید نقصانات اٹھانے پڑینگے۔ اگر دشمن نے اس تمام جنگل پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ ہم اب تک کلینی ورشاٹ پر قابض ہیں۔ موسم اچھا تھا۔ اس لئے دونوں طرف سے ہوا باز بڑی سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں ہمارے ہوا باز خاص طور پر نمایاں کام کر رہے ہیں۔ اور اپنے توپخانہ کو مدد دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی دشمن کے پیدلوں پر بھی بم باری کرتے ہیں۔ اس حملہ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرمن شہر ہیزبرگ پر بڑھنے کیلئے راستہ صاف کر رہے ہیں۔ اور یہ غالباً نہائت ہی سخت اور خونریز معرکہ آرائیوں کی ابتدا ہے

ایک امریکن ہسپتال تباہ کر دیا گیا

لنڈن ۶ مئی پیرس سے آنے والا تار مظہر ہے۔ کہ جرمن ہوا بازوں نے عمداً امریکن ہسپتال کو جو محاذ جنگ کے قریب تھا۔ تباہ کر دیا۔ لیکن محض دو ڈاکٹروں کو خفیف زخم آئے۔ کیونکہ ہسپتال آغاز اپریل میں خالی کر دیا گیا تھا۔

فرانسیسی ہوائی کامیابی

پیرس ۸ مئی فرانسیسی ہوابازوں نے اپریل میں دشمن کے ۲۰۳ آلہہائے پرواز گرائے اور ۵۷ کو اترنے پر مجبور کیا۔ امریکن ہوا باز ابتک ۱۴ آلہہائے پرواز گرا چکے ہیں۔

فرانس میں تازہ دم جرمن سپاہ

لنڈن ۷ مئی فرانس سے امریکن نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ محاذ آمیان پر ۱۳ جدید تازہ دم ڈویژن دیکھے گئے ہیں۔

خفیف پیشقدمی

لنڈن ۸ مئی ایک برطانوی کمیونک میں مرقوم ہے۔ کہ آج صبح کو دشمن نے انگریزی اور فرانسیسی فوج پر لاکلاٹ اور میتریل کے درمیان ایک شدید مقامی حملہ کیا۔ درمیان میں نہائت معرکہ آرائی کے بعد دشمن اتحادی لائن کے کئی مقامات میں گھس آیا۔ جہاں ہنوز سخت لڑائی جاری ہے۔ دیگر مقامات پر دشمن کا حملہ پسپا کیا گیا۔ فرانسیسیوں نے سب کو کامیاب جوابی حملہ کر کے کلاٹ کے جنوب میں اپنی لائن اور آگے بڑھائی۔ انہوں نے کچھ قیدی بھی گرفتار کئے۔

امریکنوں پر شدید گولہ باری

لنڈن ۶ مئی پیرس ۵ مئی جرمنوں نے پیکارڈی میں امریکن علاقہ پر گیس کے گولوں اور دیگر بھاری گولوں کے ذریعہ شدید گولہ باری کی۔ امریکن توپخانہ نے بڑی سرگرمی سے جواب دیا۔

آئندہ جرمن جارحانہ کارروائی

لنڈن ۷ مئی فرانسیسی اخبارات پیشگوئی کرتے ہیں کہ جرمن ایک نہائت وسیع پیمانہ پر جارحانہ کارروائی کرنے والے ہیں۔ بعض اخبارات خیال کرتے ہیں کہ سپاہیوں کی فراری اور روز افزوں بددلی کی وجہ سے حملہ آوروں کی سپرٹ ادنیٰ ہو گی۔ لیکن دیگر اخبارات کو یقین ہے کہ یہ حملہ صرف تازہ افواج کے ذریعہ کیا جائیگا۔ ایک

ہندوستان کی خبریں

بغداد کا پہلا ہندوستانی کمشنر

پایونیر کا نامہ نگار مقیم مدراس مظہر ہے۔ کہ پالگھاٹ کے مسٹر پیپی نارائن آئر بی۔ اے کو ۸۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پر ضلع بغداد کا پہلا کمشنر مقرر کیا گیا ہے۔ مسٹر ایک نوجوان گریجوایٹ ہے۔ اور اسکی عمر ۳۰ سال سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ اور غیر مصافی آدمیوں کے اس گروہ میں سے ایک ہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے عراق عرب میں خدمات سر انجام دینے کیلئے اپنے آپ کو والنٹیر کیا تھا۔

ہندوستان میں بھرتی

سال سنہ ۱۸ء کی پہلی سہ ماہی کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ کل ۱۲۹۰۰۰ بھرتی رہے ہے۔

سوامی ستیہ دیو کو سزا

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ دنوں گورنمنٹ بہار نے سوامی ستیہ دیو کو نظر بند کر دیا تھا۔ اور اس پر مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو بھڑکانے والی تقریر کرنے کی وجہ سے مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس مقدمہ میں اسے ایک ماہ قید محض اور ۵۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دیگئی ہے۔

آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس

مسلم کشمیری کانفرنس کا آٹھواں سالانہ جلسہ راولپنڈی میں بصدارت مولوی حمید اللہ خان صاحب ایم اے بیرسٹر ایٹ لا منعقد ہوا۔ تقریباً دو ہزار ڈیلیگیٹ جلسہ میں شریک ہوئے تھے۔ تعلیمی اجتماعی اور اقتصادی مسایل کے متعلق ۱۶ ریزولیوشن کانفرنس میں پیش ہوئے

کشمیر محل شملہ

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر نے اپنی کوٹھی واقعہ شملہ بعض کلرکوں کے لئے دی ہے۔

بنگال میں طوفان باد و باراں

کلکتہ کی تازہ تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ میمن سنگھ کے علاقہ میں ہوا کا سخت طوفان آیا۔ جس سے تقریباً پندرہ مکانات گر پڑے کئی بڑے

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا